سرزمین سندھ میں علم حدیث [۱]

مخدوم امیر احمد

شیخ ابوالحسن ٹھٹوی سندھی ثم مدنی

نام محمد بن صادق سندھی ۱۱۳۵ھ میں ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔ وہاں تعلیم حاصل کی اور حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرما گئے۔ حرمین شریفین کے مشہور علماء شیخ محمد حیات سندھی، شیخ شمس بن عقیلہ، شیخ سالم بن عبداللہ بصری اور عطاء مکی وغیرہم سے استفادہ کیا۔ ورزازی صغیر، فلانی، شیخ شاکر العقاد، حافظ مرتضیٰ زبیدی، امین الدین بن حمید الدین کاکوروی اور شیخ محمد عابد انصاری سندھی جیسے فضلائے وقت آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ وقت کے امام، علم حدیث کے شیخ اور اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ میں مذہبی تعصب نہ تھا۔ آپ اصولاً حنفی تھے لیکن اگر آپ کو حق اپنے امام کے مذہب کے خلاف دکھائی دیتا تو اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ کر حق پر عمل پیرا ہوتے۔ اپنے شاگردوں کو بھی ان فقہی روایات کو جو حدیث نبوی کے موافق ہوں ان کے مخالف روایات پر ترجیح دینے کی ہدایت فرماتے تھے۔ انہوں نے شرح نخبۃ الفکر تصنیف کی ابن الاثیر کی کتاب جامع الاصول کی شرح بھی شروع کی تھی لیکن فقط ایک جلد مکمل کر سکے۔ اپنے استاذ شیخ محمد حیات سندھی کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھ کر حدیث کا درس دیتے رہے۔

۱۔ اس مضمون کی پہلی قسط جولائی کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔

آپ بڑے خوشخط تھے اور عادت تھی کہ بخاری شریف نہایت احتیاط سے زیر و زبر کے ساتھ لکھتے جب مکمل ہو جاتی تو لوگ بڑے شوق سے ایک سو ریال تک قیمت ادا کر کے خرید کرتے آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بخاری شریف کا ایک نسخہ امام یمن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۱۱۸۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

شیخ عبداللہ بن محمد سندھی

سرزمین سندھ میں پیدا ہوئے۔ مدینہ شریف ہجرت کر گئے اور وہاں شیخ محمد حیات سندھی کی صحبت اختیار کی۔ چالیس سال تک مدینہ منورہ میں رہ کر درس دیا اور مدینہ منورہ کے طلبا ان سے فیض یاب ہوتے رہے۔

آپ بڑے صاحب برکت تھے۔ جو طالب علم ان سے کچھ پڑھتا تھا، اس کا انشراحِ صدر ہو جاتا تھا اور کمال حاصل کر لیتا تھا۔ آپ بڑے سخی، صاحب مروت حیادار اور شفیق تھے۔

۱۱۹۴ھ میں مدینہ شریف میں فوت ہوئے۔

شیخ محمد عابد سیوستانی سندھی ثم مدنی

محمد عابد بن احمد علی بن حافظ یعقوب بن محمود انصاری خزرجی۔ آپ میزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب انصاری خزرجی کے اولاد میں سے ہیں۔ سندھ کے مشہور تاریخی شہر سیون میں پیدا ہوئے آپ کا خاندان سندھ کا ایک مشہور علمی خاندان تھا۔ آپ کے دادا حافظ یعقوب شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز تھے آپ کے والد احمد علی اور چچا محمد حسین بھی بڑے عالم اور فاضل تھے۔ آپ کے چچا محمد حسین شیخ محمد حیات سندھی کے شاگرد تھے۔

شیخ محمد عابد نے اپنے چچا شیخ محمد حسین سے تعلیم حاصل کی اور کمال کے درجہ کو پہنچے۔ آپ کے دادا حافظ یعقوب نے آخر عمر میں عربستان کی طرف ہجرت کی اور جدہ میں وفات فرمائی۔ آپ کے والد

---

(۱) الجبرتی علی عاش الکاملی ج ۴ ص ۹۲

احمد علی بھی جدہ میں فوت ہوئے اور آپ کے چچا محمد حسین یمن کی طرف گئے اور حدیدہ میں دار البقا کی طرف راہی ہوئے۔

شیخ محمد عابد نے بھی عمر کا بڑا حصہ یمن کے شہر زبید میں گذارا اور اپنے چچا، نیز زبید اور حجاز کے مشہور علماء سے استفادہ کیا۔ پھر انہوں نے کچھ وقت یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں اقامت اختیار کی اور یمن کے امام کا کامیاب علاج کیا اسی عرصہ میں یمن کے وزیر کی بیٹی سے آپ کا عقد بھی ہوگیا۔ یمن کے امام نے ان کو اپنا سفیر بناکر ہدایا و تحائف دیکر مصر روانہ کیا۔ مصر کا حاکم آپ کے علم و فضل، عقل و ذہانت سے کافی متاثر ہوا۔ آپ کو مدینہ منورہ میں سکونت کا بڑا شوق تھا اور ہمیشہ اپنے پروردگار سے یہی دعا مانگتے رہتے تھے کہ "خدایا میری زندگی اور موت مدینہ میں ہو۔ تیرے محبوب کے سایہ میں زندگی گذرے اور دارالامان میں امان نصیب ہو"۔ ایک دفعہ آپ مدینہ شریف رہنے کے ارادہ سے پہنچے لیکن چونکہ آپ کی طبیعت میں حق گوئی اور راستبازی کی عادت تھی اس لئے وہاں کے لوگوں میں جو بدعات رائج ہوچکی تھیں ان پر ان کو ٹوکنا شروع کیا۔ لوگ آپ کے خلاف ہوگئے اور مجبوراً آپ کو جوارِ حبیبؐ ترک کرنا پڑا۔

اس حق گوئی کی وجہ سے آپ کو یمن میں بھی مصیبت سے دوچار ہونا پڑا۔ ہوا یہ کہ ۱۲۲۴ھ میں جب آپ حدیدہ میں ساکن تھے، اس وقت وہاں کے قاضی سید حسین بن علی الحازمی نے یمن کے زیدی شیعہ امام کو راضی کرنے کے لئے اذان میں "حی علی خیر العمل" پڑھنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ فجر کی اذان سے الصلوٰۃ خیر من النوم کا جملہ نکال دیا جائے کیونکہ یہ جملہ عمر فاروقؓ نے اضافہ کرایا تھا۔ لوگوں نے قاضی کے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا تو قاضی نے شہر کے چالیس سربرآوردہ حنفی علماء کو گردن میں زنجیر ڈال کر قید میں رکھ دیا۔ شیخ محمد عابد بھی ان میں شامل تھے۔ چھ دن تک قید میں رکھ کر دوسروں کو تو اس نے آزاد کردیا لیکن شیخ محمد عابد کو شدید زدوکوب کے بعد حدیدہ سے جلاوطن کردیا۔

اس کے بعد آپ ایک دفعہ پھر اپنے وطن مالوف سندھ واپس آئے اور نواری ضلع

حیدرآباد میں کچھ دن خواجہ محمد زمان لواروی کی صحبت میں رہے یہاں سے پھر دربار حبیب کا عشق ان کو کشاں کشاں مدینہ طیبہ لے گیا لیکن اس دفعہ ان کو والیٔ مصر کی حمایت حاصل تھی اس لئے نہایت عزت و احترام کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہنے لگے۔ آپ وہاں کے علماء کے سرگروہ تھے اور تازندگی اقامتِ سنت اور محوِ بدعت میں مصروف رہے۔

آپ بڑے عابد وزاہد، نیک سیرت اور خوش اخلاق بزرگ تھے۔ کئی ضخیم اور مختصر کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

المواھب اللطیفہ شرح مسند الامام ابی حنیفہ، اس میں آپ نے مسند امام ابی حنیفہ بروایت حصکفی کی نہایت شرح وبسط سے شرح کی ہے۔ مسند کی روایات کے لئے حدیث کی دوسری مشہور و معروف مسانید، جوامع اور سنن سے شواہد و متابعات پیش کی ہیں مشکل الفاظ کی شرح کی ہے، منقطع روایات کا وصل کیا ہے اور مرسل روایتوں کو مرفوع کرکے دکھایا ہے۔ خلافی مسائل پر بحث کرکے ان کے متعلق امام ابو حنیفہ کے دلائل بیان کئے ہیں۔ بہر حال کتاب قابل دید ہے۔ اس کا ایک نسخہ درگاہ شریف پیر جھنڈو کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

طوالع الانوار شرح درمختار۔ فقہ کی مشہور کتاب درمختار کی شرح ہے۔ اس میں حنفی مذہب کے فروع، واقعات اور فتاویٰ کو انتہائی طور پر جمع کیا ہے۔ شاید ہی کوئی مسئلہ ہو جو اس کتاب سے باہر ہو۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مدینہ منورہ میں شیخ الاسلام کے کتب خانہ میں اور ایک نسخہ لواری شریف کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

شرح تیسیر الوصول۔ یہ شرح بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھی تھی اور کتاب الحدود تک پہنچے تھے کہ یمن کے بعض بزرگوں نے ان سے یہ مانگی تو ان کو دے دی اور اس کتاب کو کوئی نہ دیکھ سکا حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب "بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام" کی شرح بھی شروع کی تھی لیکن مکمل نہ کر سکے۔

آپ کے پاس ایک بڑا اچھا کتب خانہ تھا، جس میں تفسیر حدیث اور چاروں فقہی مذاہب کی

عمدہ کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ آپ نے یہ پورا کتب خانہ مدینہ کے کتب خانہ شیخ الاسلام کے لئے وقف کر دیا۔ مجھے ۱۹۵۲ء میں میرے بزرگ استاد شیخ مالکی مکّی نے بتایا کہ مذکورہ بالا کتب خانہ میں شیخ عابد سندھی کا ایک بیاض ہے جو بڑی نادر چیز ہے اور اس پر ان کے دستخط ہیں۔ میں نے اس کے دیکھنے کی بہت کوشش کی لیکن چونکہ مکتبہ شیخ الاسلام مسجد نبوی کی توسیع کے کام کی وجہ سے بند تھا اس لئے میں یہ بیاض نہ دیکھ سکا۔

شیخ محمد عابد مدینہ منورہ میں ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ پیر کے دن اس دار فنا کو چھوڑ کر دار بقا کو روانہ ہوئے۔

شیخ محمد عابد کا سب سے بڑا تصنیفی کارنامہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملے گی سندوں کی کتاب ثبت ”ہے اس ثبت سے زیادہ صحیح اور جامع آج تک کوئی ثبت نہیں لکھی گئی ہے۔ شیخ نے یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں لکھی ہے اور اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ قسم اول میں تفسیر، حدیث فقہ، معانی، بیان، صرف، نحو، منطق اور طب وغیرہ کی کتابوں کی سندیں لکھی ہیں۔ قسم ثانی میں مسلسل حدیثوں کا ذکر کیا ہے۔ قسم ثالث میں تصوف کے سلسلوں کا بیان ہے۔ یہ کتاب درگاہ شریف پیر جھنڈو کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

شیخ کے شاگردوں کی فہرست بڑی لمبی ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں ان کے شاگرد موجود ہیں۔ آج کل کے مکہ شریف اور مدینہ شریف کے علماء ان کے خوشہ چیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے چند بزرگوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

سید ہاشم بن شیخ حبشی باعلوی مدنی، شیخ حسن حلوانی مدنی۔ عبداللہ بن ادریس سنوسی شیخ جمال بن شیخ عمر مکی مفتی الحنیفہ۔ سید داؤد بن سلیمان بغدادی۔ ابوالمحاسن محمد بن خلیل قاؤقجی طرابلسی۔ شیخ برہان الحق بن شیخ نور الحق انصاری لکھنوی فرنگی محل۔ شیخ علیم الدین بن شیخ رفیع الدین عمری قندھاری حیدرآبادی، علامہ محمد حیدر بن ملا مبین انصاری حیدرآبادی۔ خواجہ محمد زماں لواروی سندھی۔ قاضی ارتضیٰ علی خاں عمری صفوی مدراسی۔ شیخ محمد بن عمر

جامی زادہ مدنی مفتی الحنفیہ بالمدینۃ، استنبول کے شیخ الاسلام شیخ عارف اللہ بن حکمۃ اللہ ترکی اور شیخ عبدالغنی دہلوی عمری وغیرہم۔[1]

اب ہم ان محدثین کا ذکر کرتے ہیں جو سندھ میں پیدا ہوئے۔ سندھ میں تعلیم حاصل کی اور سندھ میں فوت ہوئے ایسے بزرگوں کی ایک لمبی چوڑی فہرست تیار کی جا سکتی ہے لیکن ہم مضمون کی تنگ دامانی کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مخدوم بلال ٹلٹی

آپ موضع ٹلٹی ضلع دادو میں سکونت رکھتے تھے، تفسیر اور حدیث میں ماہر تھے۔ زہد و تقویٰ میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ لوگوں کو پند و نصیحت کرنا آپ کا وظیفہ تھا۔

ایک بار وہ ٹلٹی سے سلطان العارفین مخدوم شہباز قلندر کے اشارہ پر ان کی زیارت کے لئے آرہے تھے کہ راستہ میں دریا پار کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے اس اثناء میں جیسا کہ ملاحوں کا دستور ہوتا ہے ایک ملاح نے بعض سواروں کے حق میں فحش اور بیہودہ کلمات استعمال کرنے شروع کردیئے۔ یہ آواز مخدوم صاحب کے گوش گزار ہوئی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اپنے خادم کو دی جس نے اسے لیکر ملاح کے سر پر رکھ دیا۔ ملاح فی الفور وعظ نصیحت اور آیات قرآنی کی تفسیر بیان کرنے لگا۔ کشتی میں بیٹھے ہوئے سارے لوگ حیران رہ گئے۔ قاضی ڈتہ سیوہانی اور مخدوم رکن الدین عرف متو آپ کے شاگردوں میں سے ہیں، آپ کی وفات ۹۲۹ھ میں واقع ہوئی۔

مخدوم بلال بڑے محب وطن تھے جب مرزا شاہ بیگ ارغون نے سندھ پر حملہ کرکے جام فیروز سے ٹھٹھہ فتح کیا اور جام فیروز نے اس کی اطاعت قبول کرلی تھی اس وقت سندھ کے باشندوں نے دریا خاں کے بیٹے محمود کی قیادت میں ٹلٹی میں شاہ بیگ سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک زبردست لشکر جمع کیا تھا۔ سہتہ اور سوڈھا قبائل کے لوگوں نے کہ جو وہاں موجود تھے

---

[1] فہرس الفہارس ص ۵۷، ص ۲۷۶، الیانع الجنی طبع جید پریس دہلی ص ۶۹ - ۷۳، دحضرا شاد

طے کیا تھا کہ جب تک جان باقی رہے گی جنگ سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے، اس وقت کے دوسرے بڑے عالم قاضی قاضن نے جو شاہ بیگ کے طرفدار ہوگئے تھے۔ شاہ بیگ کے کہنے پر چاہا کہ محمود کو اچھی نصیحتوں اور سودمند ہدایتوں سے مخالفت کرنے سے باز رکھ کر اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ پر لگائیں لیکن قاضی صاحب کے وہاں پہنچنے پر ان لوگوں نے ان سے ملنا تک گوارا نہ کیا۔ آخرکار شاہ بیگ ٹلٹی کے سامنے آکر خیمہ زن ہوا۔ تین دن بعد ٹلٹی کا ایک شخص شاہ بیگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے حریفوں کے افواج کی حقیقت سے واقف کرکے یہ بھی بتایا کہ لشکر کے قائدین میاں محمود، متن خاں جام سارنگ اور نمل سوڈھا وغیرہ خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ ہوئے تھے لیکن مخدوم بلال جو اس ملک کے علمائے مشائخ میں سے ہیں انہیں روکے ہوئے ہیں اور آنے نہیں دیتے بلکہ جنگ کی ترغیب دے کر جوش دلا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ فتح حاصل کرنے کے بعد شاہ بیگ نے مخدوم بلال پر سختی کی اور ان پر جرمانہ عائد کیا۔

(میں کہتا ہوں کہ سندھ میں یہ بات مشہور بلکہ متواتر ہے کہ مرزا شاہ بیگ نے مخدوم بلال کو کولھو میں ڈلوا کر سرسوں کی طرح پیڑا تھا۔ اس مجاہد نے یہ عذاب ہنستے ہوئے برداشت کیا اور زبان سے اُف نہیں کی اور جاں جان آفریں کے حوالہ کردی۔ لیکن یہ روایت کسی تاریخ میں نہیں ملتی)

ان کی وفات سنہ ۹۲۹ھ میں واقع ہوئی[1] آپ کا مزار قصبۂ باغبان ضلع دادو میں زیارتگاہ خاص و عام ہے

قاضی ڈتہ سیوھانی

والد کی جانب سے ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت پر قاضی صدرالدین سے جا ملتا ہے، جو پرگنہ خطہ میں قضا کے عہدہ پر مامور تھے۔ کئی بزرگوں کی خدمت میں رہ کر انہوں نے

---

[1] تاریخ معصومی ص۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و تحفۃ الکرام ص۱۴۲

تعلیم اور تربیت حاصل کی تھی مطول تک انہوں نے اپنے والد قاضی شرف الدین عرف مخدوم راہو کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا تھا۔ تفسیر اور حدیث کی تحصیل مخدوم بلال کی خدمت میں رہ کر کی۔ ان کے علاوہ انہوں نے مخدوم فخر بلوقۃ اور مخدوم عبدالعزیز ابہری ہروی کے حلقۂ درس میں بھی شامل ہوکر علوم وفنون کی تکمیل کی تھی۔ ان کو اٹھارہ تفسیریں یاد تھیں جن میں سے بعض انہوں نے درس میں پڑھی تھیں اور بعض کا خود مطالعہ کیا تھا۔ خط ترکی بڑی آسانی سے پڑھ لیتے تھے۔ علم جفر اور نجوم میں بھی انہیں بڑا دخل تھا۔ سندھ کے حاکم مرزا شاہ حسن اور سندھ کے مورخ میر معصوم بھکری ان کے شاگردوں میں سے تھے مرزا شاہ حسن انہیں اپنے وقت کا امام جاراللہ (زمخشری) کہا کرتے تھے۔

آپ کی وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں آپ قصبۂ باغبان میں مدفون ہیں۔[1]

مخدوم رکن الدین عرف مخدوم متو ٹھٹوی

حضرت صدیق اکبر کی اولاد اور مخدوم بلال کے خلفا میں سے تھے۔ اکثر اوقات وظائف وعبادات میں مشغول رہتے۔ زہد وتقویٰ کے سالک اور ہدایت وارشاد کے طالب ان سے انتہائی عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ علم حدیث میں اپنے دور میں یگانہ تھے ان کی تصنیفات میں شرح اربعین شرح کیدانی اور بعض دوسرے رسائل مشہور ہیں۔

۹۴۳ھ میں ہمایوں کے عین فترہ کے زمانہ میں ٹھٹھہ میں فوت ہوئے۔ مکلی کے قبرستان میں مدفون ہیں[2]

قاضی قاضن بن قاضی ابوسعید بن زین الدین بھکری

ان کے بزرگ سیوھن شہر کے باشندے تھے۔ ان کے جد امجد (نگڑ دادا) ابوالخیر نے

---

[1] - تحفتہ الکرام ص ۱۳۷، تاریخ معصومی ص ۱۹۸، ۱۹۹

[2] - تحفتہ الکرام ص ۲۱۸، تاریخ معصومی ص ۲۰۰

جو صاحب حال وفضیلت تھے، ٹھٹھہ میں آکر سکونت اختیار کی۔

قاضی صاحب زہد وتقویٰ سے آراستہ اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ انہیں بہتیرے بزرگوں کی صحبت حاصل تھی۔ قرآن مجید انہیں پورا حفظ تھا۔ اور اس کے ساتھ قرأت اور تجوید بھی بہت خوب جانتے تھے۔ علم حدیث، تفسیر، اصول وفقہ، تصوف اور علوم آلیہ میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ انشا میں بھی اپنے عہد میں یگانہ تھے۔ حرمین شریفین کی زیارتوں سے بھی مشرف تھے علاوہ بریں وہ سید محمد جونپوری کے، جو کہ میران مہدی کے لقب سے مشہور ہیں مریدوں اور عقید تمندوں کے سلسلہ میں داخل تھے۔ اسی وجہ سے عالمانِ شریعت ان پر طنز کیا کرتے تھے۔

وقت کے حاکم مرزا شاہ بیگ و مرزا شاہ حسن ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ مرزا شاہ حسن کے دنوں میں وہ بھکر کی قضا کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اور شرعی مقدمات کا فیصلہ انتہائی احتیاط اور دیانتداری سے کرتے تھے۔ آخر میں انہوں نے اس عہدہ سے استعفٰی دیدیا تھا جس کے بعد یہ عہدہ ان کے بھائی قاضی نصر اللہ کے حوالہ ہوا۔

قاضی صاحب کی وفات ۹۵۸ھ میں ہوئی [1]

مخدوم میراں بن مولانا یعقوب ٹھٹوی

صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ میں مشہور اور علم معقول ومنقول کے جامع تھے ان کی خدمت میں رہ کر طلبا کے ایک مجمع کثیر نے علم حاصل کیا۔ سندھ کے حاکم مرزا شاہ حسن نے بھی کچھ عرصہ مخدوم کی خدمت میں حاضر رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔

تاریخ وفات ۹۴۹ھ ہے۔

مادہ تاریخ وارث الانبیاء ہے [2]

---

[1] تحفۃ الکرام ص۱۳۷ - ۱۳۸، تاریخ معصومی ص۲۰۱، ۲۰۲

[2] تاریخ معصومی ص۲۰۲، تحفۃ الکرام ص۲۱۵

مخدوم جعفر بن مخدوم میراں بوبکائی

سندھ کے مشہور شہر بوبک ضلع دادو میں سکونت رکھتے تھے آپ وقت کے جید عالم اور صاحب تصانیف کے ساتھ ساتھ باطنی کمالات کے جامع بھی تھے۔ سندھ کے مشہور ولی اللہ سہروردی طریقہ کے پیر طریقت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے ایک دفعہ مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ان ظاہری آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں! اس پر مخدوم جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کہا کہ جس وقت آپ پر اس قسم کی حالت طاری ہو، اس وقت آپ کسی خادم کو حکم دیں کہ آپ کی ان ظاہری آنکھوں کو بند کردے اگر پھر بھی مشاہدہ کی حالت باقی رہے تو یقیناً آپ کا یہ مشاہدہ ظاہر آنکھ سے نہیں بلکہ باطنی آنکھ سے ہے۔ مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کیا اور جب تجربہ کیا کہ ظاہری آنکھ بند ہونے کے بعد مشاہدہ کی حالت قائم رہتی ہے تو فرمایا: "اگر جعفر نہ ہوتا تو نوح کافر ہو جاتا۔"

مخدوم جعفر کی تصانیف میں حل العقود فی طلاق المسنود۔ المتانتہ فی مرمتہ الخزانتہ عجالتہ الطالبین مشہور ہیں۔ آپ نے ایک رسالہ 'تعلیم' پر لکھا تھا جس کے اکثر نظریے آج بھی قابل عمل ہیں۔

علامہ محمد معین ٹھٹوی

مخدوم محمد معین بن مخدوم محمد امین بن مخدوم طالب اللہ ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے مشہور استاد مخدوم عنایت اللہ ٹھٹوی کی خدمت میں تحصیل علم کی، ابن عربی کی کتاب الفصوص علی رضا درویش سے پڑھی۔ امام الوقت شاہ ولی اللہ دہلی سے بھی استفادہ کیا۔ مکہ شریف کے مفتی عبدالقادر صدیقی سے بھی روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی۔ اپنے وقت کے مرشد شیخ ابوالقاسم نقشبندی سے بیعت تھے۔

مخدوم معین کسی معین امام کی تقلید کے قائل نہ تھے انہوں نے تقلید کے ردّ میں ایک معرکتہ الآرا کتاب دراسات اللبیب کے نام سے تصنیف کی تھی۔ آپ نے فقہ، حدیث

منطق، فلسفہ اور تصوف میں کئی چھوٹے چھوٹے رسائل بھی لکھے ہیں لیکن آپ کا صحیح کمال دراسات اللبیب سے ہی ظاہر ہوتا ہے،

مخدوم محمد معین کی وفات ۱۱۶۱ھ میں ہوئی۔ ٹھٹھہ کے مشہور مقام مکلی میں مدفون ہیں [۱]

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی

سرگروہ کاملینِ وقت وقدوہ محدثین زماں مجدد ادان مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن ٹھٹوی ۱۱۰۴ھ میں بٹورہ ضلع ٹھٹہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد مخدوم عبدالغفور سے حاصل کی اس کے بعد ٹھٹھ جاکر وہاں کے مشہور عالم مخدوم ضیاء الدین ٹھٹوی کی خدمت میں حدیث و فقہ و دیگر علوم وفنون کی تکمیل کی۔ بعدۂ حرمین شریفین جاکر مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور مکہ شریف کے مشہور علما اور محدثین مثلاً شیخ عبدالقادر صدیقی۔ شیخ عبد بن علی مصری، شیخ محمد ابی طاہر مدنی اور شیخ علی بن عبدالملک دراوی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ طریقت کا خرقہ سید سعداللہ سورتی سے پہنا جو اپنے وقت کے مرشد کامل تھے۔

آپ نے تین سو سے زائد کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، تجوید، حساب، فلسفہ وغیرہ علوم وفنون پر عربی فارسی اور سندھی میں لکھی ہیں۔ جن میں اکثر ضائع ہو چکی ہیں جو موجود ہیں وہ آپ کی جلالت شان اور تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے حیاۃ القاری باطراف البخاری، فرائض الاسلام، تحفۃ القاری۔ مجمع المقاری ایسی کتابیں ہیں جن کی نظیر شاید ہی کہیں مل سکے۔ آپ کا ایک ثبت بنام اتحاف الاکابر اور اس کا ذیل موجود ہے۔

---

[۱] مقدمۃ علی بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ و مقدمہ دراسات اللبیب و تحفۃ الکرام ص ۱۲۴ و مقالات الشعراء ص ۱۲۱ - ۱۲۹ و ۴۳۸ و ۶۳۶

مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹوی ثم مدنی، حاجی فقیر اللہ علوی شکارپوری مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم نامور علما آپ کے شاگرد تھے۔

مخدوم ہاشم کی رحلت ۱۱۷۴ھ میں ہوئی ٹھٹھ شہر میں مکلی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے راقم الحروف نے آپ کے حالات زندگی آپ کی مصنفہ کتاب بذل القوہ فی حوادث سنی النبوہ کے مقدمہ میں بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔

سیّد حاجی فقیر اللہ علوی شکارپوری

عارف کامل عالم باعمل غوثِ وقت روتاس ضلع جلال آباد میں پیدا ہوئے افغانستان اور ہندوستان کے علماء سے کسب علم کیا۔ حدیث مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم محمد حیات ٹھٹوی اور علمائے حرمین سے حاصل کی آپ نے بھی کافی کتابیں تصنیف کیں جن میں قطب الارشاد، براہین النجاۃ، الفتوحات الغیبیہ، الازھار فی ثبوت الاثار وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ کی علمی شان صحیح معنوں میں آپ کے مکتوبات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو آپ کی اولاد میں سے ایک جید عالم سید میر علی نواز علوی کی سعی وکوشش سے لاہور میں چھپ کر شائع ہوئے تھے۔ اس مجموعہ میں آپ کے ۵۸ مکتوبات ہیں جن میں حدیث تفسیر، فقہ، سیاست، تصوف وغیرہ پر نادر معلومات اور عجیب وغریب تحقیقات مندرج ہے حدیث کے اسناد کے متعلق آپ کا ایک ثبت بھی ہے جس کا نام وثیقۃ الاکابر ہے۔ آپ عربی اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔

سید حاجی فقیر اللہ علوی کی وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی شکارپور کے محلہ ہزاری در میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ [1]

خواجہ محمد زمان ولد حاجی عبداللطیف لواری

آپ سندھ کے مشہور پیر اور طریقۂ نقشبندیہ کے شیخ ہیں۔ سندھ پنجاب اور

---

[1] مقدمہ بذل القوہ فی حوادث سنی النبوہ

راجپوتانہ میں آپ کے ہزاروں مرید ہیں۔

آپ رمضان ۱۱۲۵ھ میں ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے ظاہری علوم کی تکمیل ٹھٹھہ کے مشہور عالم مخدوم محمد صادق کی خدمت میں کی اور تصوف میں خلافت کا خرقہ مخدوم ابوالقاسم نقشبندی ٹھٹوی سے پہنا۔ عام طور پر ان کو پیر طریقت کی حیثیت میں پہچانا جاتا ہے لیکن آپ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے۔

مخدوم محمد عابد انصاری جیسے جلیل القدر محدثین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں عرب کے علماء تک آپ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

ان کی وفات ۴ ذالقعدہ ۱۱۸۸ھ میں ہوئی اور لواری ضلع حیدرآباد میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔

اس مختصر مقالہ میں ان چند بزرگوں کے مختصر تعارف پر اکتفا کی جاتی ہے اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے برصغیر ہند و پاک میں حدیث کے پہلے علمبردار سندھی بزرگ ہیں

○

اس ضمن میں تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ شریعتوں کے احکام و قواعد کی تشکیل لوگوں کی عادات کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس بات میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی شریعت کی تشکیل ہونے لگتی ہے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کی عادات پر نظر ڈالتا ہے اب جو عادتیں بُری ہوتی ہیں ان کو ترک کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور جو عادتیں اچھی ہوتی ہیں، ان کو اپنے حال پر رہنے دیا جاتا ہے، یہی کیفیت "وحی متلو" کی ہے۔ یہ وحی ان الفاظ، کلمات اور اسالیب میں جو خود صاحبِ وحی کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں، صورت پذیر ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عربوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں وحی کی، اور سریانی بولنے والوں کے لئے سریانی میں اور اسی قبیل سے رویائے صالحہ اور سچے خواب ہیں۔ (فیوض الحرمین)